© rasailojaraid.com

ادبیات

غزل

از
جناب
الم مظفرنگری

یونہی شوقِ سفر کرتا رہا گر رہبری میری۔ تو لے جائیگی بہکا کر تابمنزل خود روی میری
سمجھے بیٹھے ہوئے ہیں اہل دنیا خامشی میری وہ ہے در پردۂ گم آہنگ فغاں بیکسی میری
لگا کر منہ سے خم اس واسطے پیتا نہیں ساقی بڑھا دی ہے ترکِ صہبا طلبی نے تشنگی میری
وہ ہیں واقف زبانِ رنگ و بو کو جو سمجھتے ہیں مثالِ گل کیا کرتی ہے باتیں خامشی میری
تلاش و جستجو کی لذتیں اب یاد آتی ہیں میرے حق میں زوال ثابت ہوئی منزل رسی میری
یہ ماہ و مہر مجھ سے اکتسابِ نور کرتے ہیں زمیں سے تا فلک پھیلی ہوئی ہے روشنی میری
مجھے لائے مرے دیوانِ حرا یہ راز سمجھا دے نئی اک زندگی کیوں بن گئی ہے زندگی میری
شگفتہ فصل رہتی ہے کہاں تک مجھ سے گل افشانی کیا کرتی ہے طرزِ نغمگی میری
مجھے کیا واسطہ منصور کی تقلیدِ بیجا سے سرِ دار آگئی لے کر مجھے وارفتگی میری
حجابِ بلبل و گل میں تماشائے چمن بن کر کہیں ہے گفتگو میری کہیں ہے خامشی میری
برنگ ماہِ نو بڑھتا رہوں آہستہ آہستہ کسی دن بدرِ کامل بن ہی جائے گی کمی میری
سنور جائے گی دنیا التفاتِ محبت سے فغاں جس دن بھی اٹھ کر دل سے تا لب آگئی میری

الم ہمراز کا ہونا نہیں اچھا محبت میں
کم ہوتی جا رہی ہے دل کی بھی دلبستگی میری

سعادت نظیر

جو ان کے زخم خوردوں میں شامل نہیں رہا وہ پھر کسی مقام کے قابل نہیں رہا
بزمِ نشاط و عیش کے قابل نہیں رہا جس دل سے زندگی تھی وہی دل نہیں رہا
ان سے امید قدرِ وفا کی، فضول ہے جن کو شعور ناقص و کامل نہیں رہا
جوشِ بہار تھا کہ رہائی کی تھی نوید مجنوں کوئی اسیرِ سلاسل نہیں رہا
ہر جنبشِ مژہ پہ قیامت کی باز پرس میں کب تری نظر کا مقابل نہیں رہا
مرکز جو دل کبھی تھا کسی کی نگاہ کا اب وہ جہانِ عشق کے قابل نہیں رہا
دل ہو گیا ہے حسرت و ارماں سے بے نیاز اب کوئی مرحلہ بھی تو مشکل نہیں رہا
رہزنِ حرم نے لوٹ لیا اس غریب کو جو بے نیازِ جادۂ منزل نہیں رہا

وابستہ دل کے ساتھ تھی اپنی خوشی نظیر
دل کیا گیا کہ زیست کا حاصل نہیں رہا

© rasailojaraid.com